ملے فردوس میں رفیع کو مقام رفیع
ہے خدا کی رحمت بہت وسیع

سلام لاجپوری

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب نور اللہ مرقدہ کا کچھ ذکر خیر

حصہ دوم

مرتب

عبدالسلام ابراہیم مارویا، لاجپوری
خادم مسجد قبا، اسٹامفورڈ ہل، لندن

پہلی اور اکلوتی ملاقات کا مختصر احوال

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب نور اللہ مرقدہ کا نام تو بندے نے زمانہ طالب علمی ہی میں سن رکھا تھا مگر کبھی زیارت وملاقات کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا، ایک روز ایک صاحب نے بتایا کہ حضرت رحمہ اللہ کی برطانیہ آمد ہو رہی ہے اور فلاں تاریخ کو وہائٹ چیپل white chapel میں ابراہیم کالج میں حضرت کا بیان طے پایا ہے، چنانچہ میں وقت مقررہ پر پہنچ گیا، وہاں حضرت رحمہ اللہ کا بیان بھی سنا اور بیان کے بعد کچھ دیر آپ کے ساتھ بیٹھنے کا شرف بھی حاصل ہوا، نجی مجلس میں ایک عالم نے عرض کیا کہ حضرت! برطانیہ میں کئی جگہ پارٹ ٹائم مدرسے شروع ہو چکے ہیں جس میں عالمیت کے درجات پڑھائے جا رہے ہیں، اس کا ایک نقصان تو یہ ہو رہا ہے کہ فل ٹائم مدرسہ پر اس کا اثر پڑ رہا ہے نیز دیگر کچھ خدشات بھی پیش کیے اس سے ان کا مقصد حضرت رحمہ اللہ سے رہنمائی حاصل کرنا تھا کہ ایسے میں ہمیں کیا کرنا چاہئے، حضرت رحمہ اللہ نے اس کے جواب میں بس صرف اتنا عرض کیا کہ چھوٹی لائن کے سامنے بڑی لائن کھینچ دو۔

حضرت کا اس دن کا خطاب صرف علماء سے تھا، خطاب میں حضرت رحمہ اللہ نے دو باتوں پر خاص زور دیا (۱) علماء کرام مطالعہ کا خوب اہتمام کرے (۲) کسی اللہ والے سے اپنا اصلاحی تعلق قائم کرے

مطالعہ پر اپنا واقعہ سنایا کہ جب میں دار الافتاء میں تھا تو والد صاحب کے پاس

ایک سوال آیا ہوا تھا اس کا حوالہ مجھے تلاش کرنے کو کہا اور نشان دہی کی کہ فلاں فلاں الماری میں فلاں کتاب تلاش کرو حسب تعمیل میں اس کام میں لگ گیا، اس دوران میرے ہاتھ جو کتاب لگتی اس میں سے بعض کتب کا میں وہیں کھڑے کھڑے مطالعہ بھی کرتا اس وجہ سے مجھے وقت کچھ پتہ ہی نہیں چلا، جب بہت وقت گذر گیا تو والد مرحوم تشریف لائے اور میرے اس ذوق کی تعریف کی اور فرمایا کہ میری چاہت یہی تھی کہ تمہیں مطالعہ کا ذوق پیدا ہو اس کی چاشنی تم چکھو اسی لئے میں نے تمہیں ایک دم سے نہیں بتا دیا کہ فلاں کتاب فلاں جگہ رکھی ہوئی ہے، فرمایا کہ اس طرح والد مرحوم نے میرے اندر مطالعہ کا ذوق پیدا کیا۔

دوسری بات کے تعلق سے حکیم الامت، مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا ملفوظ ذکر کیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ حضرت نے اپنے دور میں فرمایا تھا کہ اہل اللہ کی صحبت فرض عین ہے، جب اس زمانے میں فرض عین فرمایا تو ہمارے دور میں تو اس کی کتنی ضرورت ہوگی، آپ خود سوچئے۔

یہ میری حضرت رحمہ اللہ سے اکلوتی ملاقات تھی جس کا مختصر خلاصہ میں نے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔

آگے جو باتیں آپ پڑھیں گے وہ یا تو میں نے حضرت رحمہ اللہ کے وعظ میں سنی ہے یا پھر اس کو حضرت کی کتب میں پڑھا ہے۔

سب سے مشکل کام

فرمایا کہ جتنی محنت قاعدہ پڑھانے والا استاذ اور ناظرہ و حفظ پڑھانے والا استاذ کرتا ہے شاید درس نظامی کا کوئی استاذ اتنی محنت نہیں کرتا، ایک بچہ جو بالکل ناسمجھ ہوتا ہے اس کی زبان پر ایک اجنبی زبان کے الفاظ چڑھانے ہوتے ہیں، وہ بچہ اس مرحلہ میں ہے کہ ابھی تک اس نے اپنی مادری زبان کو بھی بولنا نہیں سیکھا اور اس کو ض، ظ، ذ اور ز میں فرق سکھاتا ہے، یہ کتنا مشکل کام ہے، حضرت والد صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ مجھ کو سب سے زیادہ مشکل کام بچوں کو قاعدہ پڑھانا معلوم ہوتا ہے۔

اس کا عملی تجربہ مجھے اس طرح ہوا کہ جب حضرت والد صاحب رحمہ اللہ دیوبند میں صدر مفتی تھے اور دارالعلوم دیوبند میں داخل ہونے سے پہلے میں نے پڑھنا ہی شروع ہی کیا تھا، وہ مجھے اپنے ساتھ دارالافتاء لے جاتے تھے، اس زمانے میں بغدادی قاعدہ ہوتا تھا، والد صاحب نے دارالافتاء میں مجھے پڑھانا شروع کرادیا اور بڑے لاڈ پیار کے ساتھ مجھے پڑھاتے رہے تو کئی تختیاں گذر گئیں، جب تشدید کی تختی آئی تو حضرت والد صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا دیکھو! یہ تشدید کی تختی ہے جس حرف کے اوپر تشدید ہو اس کو دو مرتبہ پڑھا جاتا ہے تو ''بّ،، کے اوپر تشدید تھی، میں نے پڑھا ''اَبَبَ،، وہ کہنے لگے کہ ملا کر پڑھتے ہیں، میں نے پڑھا ''اب،، پھر وہ کہنے لگے نہیں، ملا کر پڑھتے ہیں تو میں نے کہا ''ابَبْ،، اس پر

حضرت والد صاحب رحمہ اللہ نے مجھے ایک تھپڑ مارا، وہ زندگی میں پہلا اور آخری تھپڑ تھا، میں اتنا رویا اور میں نے اتنا شور مچایا کہ حضرت والد صاحب مجھے تھپڑ مار کر پچھتائے۔

سنت کی برکت

فرمایا کہ ایک سنت یہ ہے کہ جو مسلمان ملے اسے سلام کرو، خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، جان پہچان والا ہو یا اجنبی، اگر آپ کسی بس یا ٹرین میں سوار ہونے کے بعد اپنی سیٹ پر سلام کہہ کر بیٹھ گئے یا کسی مجلس میں سلام کہہ کر داخل ہوئے تو السلام علیکم کی برکت سے ماحول آپ کا ہو جائے گا، تجربہ کر کے دیکھ لیجئے۔

مجھے اپنے بچپن کا واقعہ یاد آیا میری جان تو پٹائی سے السلام علیکم کی وجہ سے بچی تھی، دیوبند میں ہمارے محلّہ کی مسجد تھی، جس میں ایک امام صاحب جو چین کے باشندے تھے، دیوبند کے بڑے فاضل عالم تھے، محلے کے دس بارہ بچے جس میں میرے بڑے بھائی بھی شامل تھے مسجد میں شرارت بھاگ دوڑ اور شور کرنے لگے، اس وقت میری عمر تقریباً چھ، سات سال تھی، امام صاحب نے کئی بار ٹوکا مگر بچے باز نہ آئے، دو تین مرتبہ کی تنبیہ کے بعد امام صاحب باہر دوڑتے ہوئے نکل آئے جو بڑے لڑکے تھے وہ مسجد کے ستون کے گرد گھوم گھوم کر سب باہر نکل گئے، میں چھوٹا تھا بھاگ نہ سکا جیسے ہی امام صاحب میری طرف آئے تو میں نے کہا ''السلام علیکم''، تو انہوں نے مجھے تھپکی دی اور شفقت سے سر پر ہاتھ پھیرا اور

چھوڑ دیا، میرے دل پر تو نقش اس وقت سے بیٹھا ہوا ہے کہ ''السلام علیکم،، کہنا کیسی بڑی نعمت ہے۔(جاری)